مولای صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلهم

درسِ حدیث

درسِ حدیث

> استاذ العلماء، شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی. ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔
> محترم الحاج محمود احمد عارف رح کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں اُنہوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔
> ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اَجر سے نوازے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ ولالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔
> واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔
> ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است   خم و خمخانہ با مہر و نشان است

○

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد

حضرت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ایسا ہوا کہ گھر سے باہر تشریف لے گئے، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام تھے ابو عسیب وہ فرماتے ہیں کہ مجھے آپؐ نے بلایا، مَیں ساتھ ہو لیا، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلایا وہ بھی آ گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا وہ بھی آ گئے۔ پھر آپ تشریف لے گئے ایک باغ میں، وہ ایک انصاری کا باغ تھا۔ آپؐ نے فرمایا اُسے کہ تمہارے باغ میں کچھ کھجوریں ہیں وہ لاؤ، وہ ایک خوشہ لے آئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے ساتھ جو یہ حضرات تھے اُنہوں نے یہ کھایا۔ پھر پانی منگوایا۔ ٹھنڈا پانی

وہ پیا۔ تو ایک تو اس میں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے یہاں تشریف لے جائیں تو وہاں آپ اس سے کوئی چیز طلب کریں کہ یہ چیز لاؤ اور کھلاؤ، اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا یہ طریقہ درست ہے کہ آدمی کسی کے گھر جائے وہاں جاکر فرمائش کرے۔ فرمائش تو اسی سے کرے گا جس سے بے تکلف ہوگا اور اسی چیز کی کرے گا جس کے بارے میں اندازہ ہو کہ یہ اس کے پاس موجود ہے۔ یہ سہولت حاصل ہو سکتی ہے۔

تو ایک تو یہ ہے کہ قرآن پاک میں بھی آیا ہے کہ کوئی حرج نہیں ہے لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ کوئی حرج نہیں ہے اس میں کہ مِنْ صَدِیْقِکُمْ اپنے دوست کے گھر سے کچھ کھالے۔ اس کا مدار اس پر ہے کہ تعلقات کس درجے میں ہیں اور کتنے بے تکلفی کے ہیں؟

اگر اتنے تعلقات ہیں بے تکلفی کے کہ وہ اس سے فرمائش کر سکتا ہے اور اتنی بے تکلفی یہ ہے کہ اگر اسے دقت ہوگی تو وہ منع بھی کر سکتا ہے تو مجبور نہیں ہوگا، تو پھر ایسے ہوتا رہتا ہے اور دوست کر لیتے ہیں۔ وہ حد جواز میں ہے، لیکن ایسی صورت بھی تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار نے مہمان نوازی کے لیے اور مصارف کے لیے اپنے باغات میں سے کچھ پھلدار درخت دے رکھے تھے کسی نے یہ نیت کر رکھی تھی کہ اتنے درخت، کسی نے کوئی اور نیت کر رکھی تھی کہ اتنے درخت، جو ان میں ذی استطاعت تھے وہ چند ایک تھے۔ اُنہوں نے اس طریقے پر باغات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درخت مختص کر دیے تھے وہ دے ہی دیے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی ایسی جگہ تھی، یہ باغ اسی طرح کا باغ ہے، اس لیے وہاں آپ نے جو طلب فرمایا تو وہ اپنے ہی درختوں میں سے طلب فرمایا اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ بعد میں جب تھوڑی سی گنجائش پیدا ہوئی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درخت واپس دے دیے کچھ درخت ایسے تھے جو رسول صلی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان درختوں میں سے بھی آگے دے رکھے تھے وہ بھی واپس دلائے، کیونکہ ضرورت نہیں رہی۔ جب ضرورت نہیں رہی تو واپس دے دیے۔ ایسے ہوا کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے جب یہ تناول فرمایا۔

پہلے تو یہ تھا مسئلہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے تھے کہ اس آدمی کا جو انتقال ہوا ہے تو یہ کچھ چھوڑ کر بھی مرا ہے یا نہیں، قرض تو نہیں ہے اس پر۔ اگر کہا جاتا کہ قرض نہیں ہے نماز پڑھ لیتے

تھے اور اگر کہا جاتا تھا قرض ہے تو نماز نہیں پڑھتے تھے، یہ پوچھتے تھے کہ اچھا اگر قرض ہے تو اس کا ترکہ کتنا ہے؟ وہ قرض ادا ہو سکتا ہے اس میں یا نہیں؟ اگر نہیں ہو سکتا تھا تو آپؐ نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ایک صحابیؓ کا جنازہ اسی طرح لایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگ پڑھ لو اس کے اُوپر قرض ہے۔ اس نے کچھ چھوڑا ہے جو قرض ادا ہو جائے؟ معلوم ہُوا کہ نہیں، تو فرمایا تم لوگ پڑھ لو نماز۔ ایک صحابی نے کہا کہ جناب اس کی نماز پڑھا دیجیے۔ اس کا قرض میرے ذمّے ہے تو پھر آپؐ نے نماز پڑھا دی۔ بعد میں یہ دَور آیا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا مَنْ تَرَكَ كَلًّا اَوْ ضَاعًا فَالَیَّ۔ جو آدمی ایسا آدمی چھوڑ جائے جو کما نہ سکتا ہو بوجھ ہو دوسروں پہ جیسے بُوڑھا باپ یا معذور کوئی وہ رہ گئے ہیں ورثاء میں تو میرے ذمّے ہے اُن کا قرض۔ بچّے کسی کے رہ گئے یتیم ان کا خرچ برداشت کرنے والا کوئی نہیں، کرتا بھی کچھ نہیں، ترکہ بھی کچھ نہیں میت کا وہ بھی میرے ذمّے ہیں۔

مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِہٖ جو مال چھوڑ جائے تو اس کے جو ورثاء ہیں وہ لیں۔ یہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بعد میں ایسے اعلان فرمایا۔ جو ایسے ہوں جو ایسے ہوں تو وہ میرے ذمّے یعنی اس کی پُوری پُوری مدد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے تھے اور اس حکم میں تخفیف ہو گئی کہ جو مقروض ہو اس کی نماز بھی ادا کر سکتا ہے۔ بعد میں جب حالات بدلتے گئے تو آپ نے وہ جو حسنِ سلوک کرنے والے حضرات تھے، اُن کا مال واپس اُن کو خود بھی دے دیا اور خود جو آگے دے رکھا تھا کسی کو مثلاً اُمّ ایمنؓ ان سے واپس دلایا، وہ راضی نہیں ہوتیں تھیں واپس دینے پہ۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں تمہیں یہ دوں گا۔ اچھا یہ لے لو۔ اچھا یہ لے لو، بہت گِنے پر وہ پھر راضی ہوئیں تھیں ورنہ وہ راضی نہیں ہوتی تھیں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ان کا بڑا لحاظ تھا۔ بہت ہی شفقت فرماتے تھے رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم ام ایمنؓ پر، تو ان کے لحاظ میں فرماتے رہے کہ تمہیں یہ دوں گا یہ دوں گا اور وہ کہنے لگیں کہ نہیں واپس نہیں ہوگا۔ میں نہیں دُوں گی، اسی طرح کی جگہ کوئی ہے جس میں یہ سب حضرات پہنچے اور آپ نے بُلایا ہے ایک کو بُلایا پھر دو پھر تین۔ ایک اپنے مولیٰ جو خادم ہیں، اُن کو بُلایا۔ غلام ہوں، خادم ہوں۔ ابو عیسیب پھر حضرت ابو بکرؓ پھر حضرت عمرؓ اور پھر وہاں پہنچے اور وہاں فرمایا کہ یہ بُسر دو ہمیں یہ جو تازہ تازہ پکنے والی کھجوریں

ہوتی ہیں وہ ۔ آدھی پکی ہوتی ہیں، وہ خوشہ لے آئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہ تناول فرمایا۔اس کے بعد پانی طلب فرمایا۔پانی ٹھنڈا پسند تھا وہ پیا آپ نے پھر ارشاد فرمایا۔ لَتُسْئَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن تم سے یہ جواب تم نے نعمتیں حاصل کی ہیں کھائی ہیں اس کے بارے میں سوال ہوگا۔حضرت عمرؓ نے وہ خوشہ جو تھا وہ چھوڑ دیا ہاتھ سے۔اور اس کے دانے اِدھر اُدھر بکھر گئے ______

______ وہ (حضرت عمرؓ) عرض کرنے لگے اِنَّا لَمَسْئُوْلُوْنَ عَنْ هٰذَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن یہ جو ہم نے صرف کھایا اور پیا ہے اس کے بارے میں بھی سوال ہوگا ؟ تو فرمایا ہر چیز کے بارے میں سوال ہوگا جو بھی نعمتیں انسان کھا رہا ہے یا پی رہا ہے حقیقت یہی ہے کہ یہ خدا کا احسان ہے وہ بنایا ہوا خدا کا ہے اور یہ جو کھا پی سکتا ہے یہ بھی خدا کا انعام ہے۔

ارشاد فرمایا کہ ہاں صرف تین چیزیں ایسی ہیں (کہ جن کے بارے میں سوال نہیں ہوگا) وہ کپڑا کہ جسے آدمی فرض حد تک جتنا حصّہ چھپانا فرض ہے وہ چھپائے تو وہ سمجھ لو کہ ایسا نہیں ہے أَوْ كِسْرَةٍ سَدَّ بِهَا جُوْعَتَهٗ یا کوئی ٹکڑا ہو روٹی کا جس سے وہ بھوک کو روک لے۔بھوک کا انسداد کرے اور یا کوئی ایسا چھوٹا سا مسکن اس کا بنا ہوا ہے۔سوراخ بنا ہوا ہے کہ جس میں وہ پناہ لے لیتا ہے سردی اور گرمی میں۔وہاں وہ وقت گزار لیتا ہے چھوٹی سی کوئی جگہ بنی ہوئی ہے۔یہ چیزیں اگر کوئی آدمی اتنے پر اکتفا کرتا ہے تو اس واسطے اللہ کے ہاں بچاؤ ہے۔[1] اس سے زیادہ اگر کچھ آتا ہے تو اس پر اسے شکر کرنا چاہیے اور اس کے بارے میں یہی کہنا چاہیے کہ تُو نے عطا فرمایا ہے اور ہماری لغزشوں کو تو معاف فرما کر نعمتوں میں داخل فرما دے۔ واجب الشکر نعمتیں ہیں اللہ کے ہاں سوال کم از کم جو ہو سکتا ہے وہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں نے تمہیں یہ نعمتیں دیں۔تم نے شکر کیا تھا یا نہیں کیا تھا۔خیال بھی نہیں گیا تھا کہ یہ کوئی چیز ہے۔یہ تعلیم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مسلمان کو دی ہے کہ وہ خدا کی طرف توجہ رکھتا رہے اور جو اس کے انعامات ہیں ان کا اقرار کرتا رہے اُن کا شکر ادا کرتا رہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا سے نوازے

---

[1] مشکوٰۃ ص ۳۶۹